



ابن الحسن محمدی

# عالم الغیب کون؟

**دلیل نمبر ① :** فرمان باری تعالیٰ ہے :

﴿تِلْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهَا إِلَيْكَ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَا أَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هَذَا فَاصْبِرْ إِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِينَ﴾ (هود: 49)

”یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم آپ کی طرف وحی کرتے ہیں۔ آپ اور آپ کی قوم اس سے پہلے ان کے بارے میں علم نہیں رکھتے تھے۔ صبر سے کام لیں، بلاشبہ اچھا انجام متقین ہی کے لیے ہے۔“

اس آیت کی تفسیر میں سنی امام ابو جعفر ابن جریر طبری رحمہ اللہ (224-310ھ) فرماتے ہیں :

يَقُولُ تَعَالَى ذِكْرُهُ لِنَبِيِّهِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : هَذِهِ الْقِصَّةُ الَّتِي أَنْبَأْتُكَ بِهَا مِنْ قِصَّةِ نُوحٍ وَخَبَرِهِ وَخَبَرِ قَوْمِهِ ﴿مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ﴾ (آل عمران 44:3)، يَقُولُ : هِيَ مِنْ أَخْبَارِ الْغَيْبِ الَّتِي لَمْ تَشْهَدْهَا فَتَعْلَمُهَا، ﴿نُوحِيهَا إِلَيْكَ﴾ (هود: 49)، يَقُولُ : نُوحِيهَا إِلَيْكَ نَحْنُ، فَنَعْرِفُكُمَا ﴿مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَا أَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هَذَا﴾ (هود: 49)، الْوَحْيِ الَّذِي نُوحِيهِ إِلَيْكَ .

”اللہ تعالیٰ اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرما رہا ہے کہ نوح علیہ السلام اور ان کی قوم کے جس واقعے کی میں نے آپ کو خبر دی ہے وہ غیب کی ایک خبر ہے، یعنی آپ وہاں موجود نہیں تھے کہ جانتے لیکن ہم نے وہ خبریں آپ کی طرف وحی کر کے آپ کو ان کی اطلاع دے دی ہے۔ آپ اور آپ کی قوم کو اس سے پہلے اس وحی کے بارے میں علم نہ



تھا جواب ہم نے آپ کی طرف کی ہے۔“ (جامع البیان عن تأویل آی القرآن: 74/12)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (701-774ھ) اسی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

يَقُولُ تَعَالَى لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَذِهِ الْقِصَّةُ وَأَشْبَاهُهَا ﴿مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ﴾، يَعْنِي مِنْ أَخْبَارِ الْغُيُوبِ السَّالِفَةِ ﴿نُوحِيهَا إِلَيْكَ﴾ عَلَى وَجْهِهَا كَأَنَّكَ شَاهِدُهَا، نُوحِيهَا إِلَيْكَ، أَيُّ نَعْلِمُكَ بِهَا وَحِيًّا مِّنَّا إِلَيْكَ، ﴿مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَا أَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هَذَا﴾، أَيُّ لَمْ يَكُنْ عِنْدَكَ وَلَا عِنْدَ أَحَدٍ مِّنْ قَوْمِكَ عِلْمٌ بِهَا حَتَّى يَقُولَ مَنْ يُكَذِّبُكَ: إِنَّكَ تَعْلَمُهَا مِنْهُ، بَلْ أَخْبَرَكَ اللَّهُ بِهَا.....

”اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ سے فرما رہا ہے کہ یہ

اور اس طرح کے دیگر واقعات سابقہ ادوار کی نبی خبریں ہیں۔ ہم نے ان کو اسی طرح آپ کی طرف وحی کر دیا ہے، گویا کہ آپ ان کے چشم دید گواہ ہوں۔ ہم نے وحی کر کے آپ کو ان کی اطلاع دے دی ہے۔ آپ اور آپ کی قوم اس سے پہلے اس بارے میں کچھ نہیں جانتے تھے، لہذا آپ کو جھٹلانے والے یہ نہیں کہہ سکتے کہ آپ نے اپنی قوم کے کسی فرد سے یہ واقعات سنے ہیں، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی خبر آپ کو دی ہے۔“

(تفسیر القرآن العظیم: 540/3)

نیز ایک آیت کی تفسیر میں موصوف یوں رقمطراز ہیں: وَيُخْبِرُهُمْ أَنَّهُ لَا يَقْدِرُ عَلَى التَّصَرُّفِ فِي خَزَائِنِ اللَّهِ، وَلَا يَعْلَمُ مِنَ الْغَيْبِ إِلَّا مَا أَطْلَعَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ، وَلَيْسَ هُوَ بِمَلِكٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ، بَلْ بَشَرٌ مَُّرْسَلٌ، مُؤَيَّدٌ بِالْمُعْجَزَاتِ.

”نبی اکرم ﷺ انہیں یہ بتا رہے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں تصرف پر قادر نہیں، نیز وہ غیب نہیں جانتے، ہاں جس بات کی اللہ تعالیٰ انہیں اطلاع دے دیتا ہے، اس کا



علم انہیں ہو جاتا ہے، نیز وہ کوئی فرشتہ نہیں بلکہ ایک بشر ہیں جنہیں مبعوث کیا گیا ہے اور معجزات کے ساتھ ان کی تائید کی گئی ہے۔“ (تفسیر القرآن العظيم: 532/3)

**دلیل نمبر ۲ :** اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالی شان ہے:

﴿وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٌ﴾ (التکویر 81: 24)

”آپ ﷺ غیب پر بخیل نہیں ہیں۔“

سب مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس آیتِ کریمہ میں غیب سے مراد وحی اور قرآن ہے۔ اس آیتِ کریمہ سے یہ استدلال کرنا کہ نبی اکرم ﷺ کو وحی کے علاوہ بھی علم غیب عطا کیا گیا تھا، یہ قرآنِ مجید کی معنوی تحریف اور کفریہ عقیدہ ہے۔

شیخ الاسلام ثانی، علامہ ابن القیم رحمہ اللہ (691-751ھ) فرماتے ہیں: وَأَجْمَعَ الْمُفَسِّرُونَ عَلَى أَنَّ الْغَيْبَ هَهُنَا الْقُرْآنُ وَالْوَحْيُ. ”مفسرین کرام کا اس بات پر اجماع و اتفاق ہے کہ اس آیتِ کریمہ میں غیب سے مراد قرآنِ کریم اور وحی الہی ہی ہے۔“ (التبيان في أقسام القرآن، ص: 197)

﴿بِضَنِينٌ﴾ کی ایک قراءت ﴿بِظَنِينٌ﴾ بھی ہے۔ اس کا معنی بیان کرتے ہوئے مشہور مفسر سعید بن جبیر تابعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لَيْسَ بِمُتَّهَمٍ. ”آپ وحی کو چھپانے کے مرتکب نہیں۔“ (جامع البيان عن تأويل آي القرآن للطبري: 103/30، وسنده صحيح)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: أَيُّ: وَمَا مُحَمَّدٌ عَلَى مَا أَنْزَلَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ بِظَنِينٍ، أَيُّ بِمُتَّهَمٍ، وَمِنْهُمْ مَنْ قَرَأَ ذَلِكَ بِالضَّادِ، أَيُّ بِبَخِيلٍ، بَلْ يَبْذُلُهُ لِكُلِّ أَحَدٍ. ”یعنی محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ وحی کو چھپاتے نہیں۔ بعض قراء نے اسے ضاد کے ساتھ پڑھا ہے، یعنی آپ ﷺ اس وحی کو آگے پہنچانے پر بخل سے کام

نہیں لیتے بلکہ ہر ایک کو پہنچاتے ہیں۔“ (تفسیر القرآن العظیم: 404/6)

امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ ضاد والی قراءت کو رائج قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَمَا مُحَمَّدٌ عَلَىٰ مَا عَلَّمَهُ اللَّهُ مِنْ وَحْيِهِ وَنَزِيلِهِ بِبَخِيلٍ بِتَعْلِيمِكُمُوهُ  
أَيُّهَا النَّاسُ، بَلْ هُوَ حَرِيصٌ عَلَىٰ أَنْ تُؤْمِنُوا بِهِ وَتَتَعَلَّمُوهُ.

”اے لوگو! محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی سکھائی ہوئی وحی اور کتاب کو تمہیں سکھانے کے حوالے سے بخیل نہیں ہیں بلکہ وہ تو اس بات کے شیدائی ہیں کہ تم اس پر ایمان لاؤ اور اسے سیکھو۔“ (جامع البیان عن تأویل آی القرآن: 104/30)

شیخ الاسلام ثانی، علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ اسی حوالے سے فرماتے ہیں:

وَهَذَا مَعْنَى حَسَنٍ جَدًّا، فَإِنَّ عَادَةَ النُّفُوسِ الشُّحَّ بِالشَّيْءِ النَّفِيسِ،  
وَلَا سِيَّمَا عَمَّنْ لَا يَعْرِفُ قَدْرَهُ وَيَذُمَّهُ وَيَذُمُّ مَنْ هُوَ عِنْدَهُ، وَمَعَ هَذَا فَهَذَا  
الرَّسُولُ لَا يَبْخُلُ عَلَيْكُمْ بِالْوَحْيِ الَّذِي هُوَ أَنْفَسُ شَيْءٍ وَأَجَلُّهُ.

”اس آیت کا یہ معنی بہت عمدہ ہے (کہ آپ وحی کو آگے پہنچانے میں بخل سے کام نہیں لیتے)، کیونکہ عادتاً لوگ قیمتی چیز کو چھپاتے ہیں، خصوصاً ان لوگوں سے جو اس کی قدر و قیمت سے واقف نہیں ہوتے یا جو اس چیز کی یا اس چیز کے حامل کی اہانت کرتے ہیں۔ لیکن ان سب باتوں کے باوجود یہ رسول تم پر اس وحی کے حوالے سے بخیل نہیں جو دنیا جہان کی سب چیزوں سے قیمتی اور عمدہ چیز ہے۔“ (التبیان فی أقسام القرآن، ص: 197)

مشہور لغوی فراء (م: 207ھ) کہتے ہیں: يَقُولُ: يَأْتِيهِ غَيْبُ السَّمَاءِ، وَهُوَ مَنْفُوسٌ فِيهِ، فَلَا يَضُنُّ بِهِ عَنْكُمْ. ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے نبی کے پاس آسمان سے غیب کی خبریں آتی ہیں۔ یہ وحی انہیں بہت عزیز ہوتی ہے لیکن وہ اسے تم سے چھپاتے نہیں۔“ (معانی القرآن للفراء: 242/3)



لغت عرب کے ماہر علامہ ابوعلی فارسی (288-377ھ) کہتے ہیں:

الْمَعْنَى: يَأْتِيهِ الْغَيْبُ فَيُبَيِّنُهُ وَيُخْبِرُ بِهِ وَيُظْهِرُهُ، وَلَا يَكْتُمُهُ كَمَا يَكْتُمُ الْكَاهِنُ مَا عِنْدَهُ، وَيُخْفِيهِ حَتَّى يَأْخُذَ عَلَيْهِ حُلُونًا.

”اس آیت کا معنی یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس غیب کی خبر آتی ہے تو آپ اسے آگے بیان کر دیتے ہیں اور اس کو سب لوگوں کے سامنے ظاہر کر دیتے ہیں۔ آپ ﷺ ایسے نہیں کرتے جیسے کاہن اپنے پاس موجود خبر کو اس وقت تک چھپائے رکھتا ہے جب تک اسے اجرت نہ دے دی جائے۔“ (التبیان فی أقسام القرآن لابن القيم، ص: 197)

اس آیت کریمہ سے واضح طور پر معلوم ہو گیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ غیب یعنی وحی پر بخل سے کام نہیں لیتے تھے۔ وحی کو من وعن آگے پہنچاتے تھے۔ اس سے آپ ﷺ کو عالم الغیب ثابت کرنا لغوی و تفسیری ادب کے ساتھ ظلم ہے۔ صحابہ و تابعین اور ائمہ دین میں سے کسی نے اس آیت سے آپ ﷺ کے لیے علم غیب کا اثبات نہیں کیا، بلکہ پورا قرآن کریم پڑھنے کے باوجود اسلاف کا یہی عقیدہ رہا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی غیب نہیں جانتا۔ لیکن کیا کریں کہ مخلوق کے لیے علم غیب کے دعوے دار سینہ زوری سے کام لے کر ائمہ دین کے خلاف عقیدہ گھڑ لیتے ہیں اور قرآن و حدیث کی دور از کار تاویلیں کرنے سے گریز نہیں کرتے۔

یہ بات تو مسلم ہے اور کوئی مسلمان اس سے انکاری نہیں ہو سکتا کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس جو بھی غیب کی خبر آئی وہ وحی الہی تھی اور وحی الہی کے ایک ایک لفظ کو آپ ﷺ نے کمال دیانتداری سے امت تک پہنچا دیا۔ اس میں دو رائے نہیں کہ جو شخص محمد ﷺ پر وحی کا ایک بھی لفظ چھپانے کا الزام لگاتا ہے، وہ پکا بے ایمان اور کافر ہے۔ جب آپ ﷺ ناطق بالوحی تھے تو عالم الغیب کیسے ہوئے؟ وحی ایک اطلاع ہے اور اطلاع ملنے پر غیب، غیب نہیں رہتا



بلکہ خبر بن جاتا ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے علاوہ سب سے علم غیب کی نفی کر دی ہے۔ (النمل: 27: 65)

اگر وحی الہی کو علم غیب قرار دینے پر اصرار ہے تو یہ وحی ہم تک بھی تو پہنچی ہے۔ ہر مسلمان اور ہر کافر یکساں اس سے مستفید ہو سکتا ہے۔ کیا دنیا میں کوئی شخص ایسا رہ جائے گا جو عالم الغیب نہ ہو یا قرآن و سنت کا مطالعہ کر کے عالم الغیب بن نہ سکتا ہو؟ علم غیب کے حوالے سے ان لوگوں کے اقوال مختلف ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ تمام انبیاء، صلحاء اور اولیاء حتیٰ کہ اولیاء کی بلیاں بھی غیب جانتی ہیں۔ جبکہ بعض علم غیب کو صرف انبیائے کرام تک محدود کرتے ہیں اور بعض تو صرف خاتم النبیین محمد ﷺ کو عالم الغیب قرار دیتے ہیں اور باقی سب سے علم غیب کی نفی کرتے ہیں۔

ایک ایسے ہی شخص سے ہماری بات ہوئی۔ اس سے پوچھا گیا کہ آپ اللہ کے علاوہ کس کس ہستی کو عالم الغیب قرار دیتے ہیں؟ اس کا جواب تھا: صرف محمد ﷺ کو۔ اس سے پوچھا گیا: کیا جبریل علیہ السلام بھی عالم الغیب ہیں؟ اس کا جواب نفی میں تھا۔ اس سے کہا گیا کہ نبی اکرم ﷺ تو اس وقت تک بات نہیں کرتے تھے جب تک وحی نہ آ جاتی تھی۔ جب اللہ تعالیٰ کی وحی پر اطلاع پانا آپ کے نزدیک علم غیب ہے تو سب سے پہلے عالم الغیب جبریل علیہ السلام ہوئے جو اس وحی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سیکھ کر محمد ﷺ کو سکھاتے تھے۔ پھر محمد ﷺ اسی غیب کی وحی پا کر عالم الغیب ہوئے اور اس کے بعد وہی وحی جب بے کم و کاست امت محمدیہ علیہم السلام تک پہنچی تو پوری امت محمدیہ علیہم السلام بھی عالم الغیب ہو گئی۔ یہ کون سی منطق ہے کہ نہ پہلے نمبر والے (جبریل علیہ السلام) عالم الغیب ہوئے اور نہ تیسرے نمبر والے (مسلمان) عالم الغیب کہلائے بلکہ صرف رسول اکرم ﷺ وحی پر مطلع ہونے کی بنا پر عالم الغیب کہلائے؟؟؟ اس سوال کا اس کے پاس کوئی جواب نہ تھا، چنانچہ اس نے خاموشی ہی میں عافیت جانی۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں راہِ حق پر گامزن فرمائے۔ آمین!